قسط ۲

مولانا ذوالفقار علی، حیات اور علمی کارنامے

محمد نجم خاں، ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

تصنیفات و تالیفات، شروحات و حواشی:

سرزمین دیوبند اپنے علمی ادبی اور دینی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ ممتاز رہی ہے لہٰذا علماء دیوبند نے عربی ادب کے فروغ میں مختلف زبانوں کے مشہور و معروف شعراء کے شعری مجموعے اور دواوین پر حاشیے اور شروحات لکھنے میں خاصہ دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ مشہور ادبی کتابوں کے سلسلے میں جو دارالعلوم میں نصاب تعلیم کا ایک جزء شمار ہوتی ہے جن میں سبعہ معلقہ، دیوان متنبی، حماسہ لابی تمام، اور مقامات حریری وغیرہ قابل ذکر کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس پیش قدمی کا مختصر سا جائزہ حوالہ مطالعہ ہے۔

شرح قصیدہ "بانت سعاد":

تعارف شرح سے قبل بہتر یہ کہ قصیدۂ بانت سعاد کی قدرے وضاحت ہو جائے۔

شعراء مخضرمین میں سے مشہور شاعر کعب بن زہیر کی بدزبانی و گستاخی کی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مباح الدم قرار دیدیا تھا۔ ابن زہیر کو خبر ملنے پر طلب معافی کی غرض "قصدہ بانت سعاد" تحریر کرکے خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ کے روبرو قصیدہ پڑھتے ہوئے جب اس شعر پر پہنچا۔ ے

ان رسول اللّٰہ کنور یستضاء بہ   مُھنّد من سیوف اللّٰہ مسلول

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) منارۂ نور ہیں۔ جس سے روشنی مستعار لی جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی سنتی ہوئی، ہندوستانی تلوار ہیں۔"

تو نبی پاکؐ نے سن کر اپنے جسد اطہر و منور سے چادر مبارک اتار کر اسے عنایت کر دی اس قصیدہ کی عظمت و رفعت کی بنا پر متعدد شروحات لکھی گئیں۔ قابل ذکر شیخ ابراہیم الباجوری اور امام ابن الہمام کی شروحات ہیں؛

بنا بریں علمار ہند کے لئے مرکز توجہ رہی چنانچہ یہاں بھی اس پر حواشی و شرحیں لکھی گئیں: چنانچہ مولانا ذوالفقار علی دیوبندی رحمہ اللہ نے علامہ ابراہیم الباجوری کی تالیف کردہ شرح کی بغرض تلخیص عربی زبان میں تلخیص کی۔ اور اسی محقق ابن الہمام کی شرح سے استفادہ کرتے ہوئے اضافہ کیا۔

- اضافی طور پر عربی مجموعہ کا اردو میں ترجمہ کیا۔
- ہر شعر کے ممکنہ مطالب و معانی کا تذکرہ کیا۔

بسا اوقات بعینہٖ مضمون یا مضمون سے ملتے جلتے اردو اور فارسی اشعار کا اضافہ کیا۔

- کہیں تو ایک عربی شعر کی تشریح و تعبیر میں ۵، ۵، ۶، ۶ اشعار اردو و فارسی کے دیئے گئے ہیں۔ جس سے تفہیم معانی میں آسانی اور شارح کے عبور اور متعدد زبانوں پہ دسترس کا پتہ چلتا ہے۔ قاری کے لئے بھی سامانِ دلچسپی فراہم ہوتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کے اندازِ بیان کی وضاحت کے لئے ایک مثال پیش ہے۔

وعدہ و انتظار کے ذیل میں:

ولا تمسک بالوعد الذی زعمت　　　الا کما تمسک الماء الغرابیل

"(محبوبہ) قول و قرار سے پختہ شدہ وعدے کا پاس (لحاظ) نہیں رکھتی۔ مگر اتنا ہی جتنا کہ چھلنی پانی کا خیال رکھتی ہے۔ (یعنی بالکل خیال نہیں رکھتی)"

فلا یغرنک ما منت وما وعدت　　　ان الامانی والاحلام تضلیل

تمہیں اس کے وعدے اور اس کی لجاجت دھوکے میں نہ ڈال دے
تمہاری تمام آرزوئیں اور خواب شیریں محض ریت کا تودہ ہیں۔

کانت مواعید عرقوب[1] لها مثلا　　　وما مواعیدها الا الا باطیل

[1] ارشاد شرح قصیدہ بانت سعاد ص ۱۷، ۲۱۔
عرقوب، قوم عمالقہ کا ایک شخص جو فریب و دغا میں ضرب المثل تھا۔

عرقوب کے قول و قرار اس (محبوبہ) کے وعدہ کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ اس کے وعدے (وصال) کیا ہیں کہ جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

شارح رحمہ اللہ نے شرح اشعار کی ذیل میں وضاحت معانی و مطالب کی غرض سے دو زبان اردو و فارسی کے اشعار درج کئے ہیں۔ عربی ترجمہ بایں طور کیا ہے۔

یا من لہ قلب کالحجر فی القساوۃ ماجئت و قد مرضت عیناہ وتحجرت

۱۔ ہائے وہ صنم جس کا دل پتھر کی طرح سخت ہے، تو آئی نہیں اور (انتظار کرتے کرتے) میری آنکھیں بیمار ہو گئیں اور پتھرا گئیں۔

۲۔ ہائے[۲] بے رحم جسے اپنے وعدہ کا ایفا ریاد نہیں رہتا، اس شدت سے تمہارا انتظار کرتا رہا کہ پوری رات دروازہ بھی بند نہ کیا۔

۳۔ محبوبہ[۳] کے انتظار میں مجھے ایسی لذت محسوس ہوئی ہے جو کبھی بھی ملاقات میں نہیں ملی۔

۴۔ تم برابر در و دیوار کو تکتے جا رہے ہو اس لئے کہ تمہیں محبوبہ کے انتظار میں لذت ملتی ہے۔

"انك وعدت بالسماح لی بتقبیلك مرتین"

تم نے آغاز محبت کے موقعہ پر مجھ سے دو مرتبہ بوس و کنار کا وعدہ کیا تھا، لیکن تمہارے وعدے کو اب تک ایک عرصۂ دراز بیت گیا، اور میں دونوں بوسوں سے محظوظ نہ ہو سکا۔ بلکہ ایک سے بھی لطف اندوز نہ ہو سکا۔

عربی اشعار کے ہم مثل و ہم معنیٰ اردو و فارسی کے اشعار بھی تحریر کئے گئے ہیں جو ذیل میں پیش ہیں ؎

تو نہ آیا آ گئیں آنکھیں مری سنگدل پتھرا گئیں آنکھیں مری

---

[۲] یامن لا یفی بوعدہ لانتظرك انتظاراً لا اقفل فیہ الباب طول اللیل۔

[۳] ان اللذات التی شعرت بھا فی انتظار الحبیب ما لمستھا ابداً فی اللقاء معہ

[۴] انك دائماً تنتظر الی الباب والجدار اذ انك تشعر باللذۃ فی انتظار الحبیب۔

جو مزا انتظار میں دیکھا نہ کبھی وصل یار میں دیکھا
رکھتا ہے ہر گھڑی در و دیوار پر نظر تجھ کو مزہ پڑا ہے اگر انتظار کا
گفتہ بودی کہ شوم مست و دو بوسہ بدہم
وعدہ از حد بشد و ماند و دیدیم و نہ یک

"عطر الوردہ" شرح قصیدہ بُردہ

مولانا ذو الفقار علی دیوبندی نے عطر الوردہ کے نام سے علامہ ابو عبد اللہ شرف الدین البوصیری کی فالج کے زمانہ میں لکھی گئی منقبت و مدح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں قصیدۂ بردہ کی شرح لکھی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علامہ موصوف نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جسم پر دست مبارک پھیر دیا۔ اچانک آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ان کا پورا بدن بیماریوں سے نجات پا چکا ہے۔

اس قصیدے علماء ادب و مسلمانوں کے مابین ادبی و معنوی اہمیت و مرتبت کی بناء پر علماء متقدمین و متأخرین نے متعدد شروحات تحریر کیں۔

زیر نظر شرح کے بارے میں خود شارح کی زبانی مقدمہ کے حوالے سے۔

اما بعد! زمانۂ جاہلیت کے اشعار بیکار، ولایعنی و فرسودہ جذبات کے عکاس اشعار کی شرح و بسط میں میری عمر کا ایک طویل عرصہ ضائع ہو گیا مجھے اپنی عمر کا ان غیر مفید مشغلوں میں ضائع کر دینے کا بے انتہا افسوس و قلق تھا کہ اچانک فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم "آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لایعنی چیزوں سے اجتناب کرے چنانچہ میں نے اس قصیدۂ بردہ کی شرح کے لئے ہمت باندھی جس کی حیثیت علماء و صلحاء کے نزدیک بے مثال روشن میمون و مبارک "بردہ" کی سی ہے نیز میں نے اس کا نام "عطر الوردہ فی شرح بردہ" رکھا۔

" اسلوب بیان عمدہ ودلکش۔

شعر میں مستعمل کلمہ کی ابتداءً لغوی تحقیق ، موضوعہ مقام پہ لفظ کے استعمال کی حکمت (بزبان عربی)۔

ترجمہ ۔ اشعار کی اردو میں مکمل و تشفی بخش شرح ، بسا اوقات بعینہ شعر کا مضمون یا اس سے ہم آہنگ اردو اور فارسی کے کئی کئی شعر درج کیے گئے ہیں ۔

ان اشعار پر توجہ خاص دی گئی ہے جن سے غزوات نبی کریمؐ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ، بایں طور کہ تاریخی حیثیت سے ان غزوات کی تفصیل کر دی ہے ۔

درحقیقت عطرالوردہ دو شرحوں کی حیثیت رکھتی ہے ایک بزبانِ عربی اور دوسری بزبان اردو ، مولانا ذوالفقار علیؒ نے اس شرح کے لکھنے میں ملا عبدالغنی القرا باغی کی شرح سے استفادہ کیا ہے ۔

دورانِ شرح ملحوظ اسلوب وطرز اور خصوصیات کی ایک جھلک ۔

یالائمی فی الھوی العذری معذرۃ منی الیک ولو انصفت لم تلم

العذری ! بنو عذرہ کی جانب منسوب ہے ۔ بنو عذرہ یمن کا ایک قبیلہ ہے جس کے افراد شدتِ عشق میں مشہور ہیں ۔ ان کی عمریں عموماً دیوانگیٔ عشق کی وجہ سے تیس سال سے تجاوز نہیں ہوتی تھیں ۔ قبیلہ عذری سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے دل گداز اور نرم ہوتے ہیں ۔ اور ہماری مستورات میں حسن و عصمت کی کثرت ، بقول بعض ہویٰ سے عذری مراد ہے ۔

" الھوی " جس میں انسان مجبورِ محض ہو جائے ، اور اختیارات کھو بیٹھے ۔

" معذرۃ " فعل مکرر کی وجہ سے منصوب ہے ۔ یعنی میری معذرت قبول فرمائیے جو آپ سے کر رہا ہوں ۔ پورا جملہ جواب ندا ہے ، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جواب ندا رشاعر کا قول " محضتنی النصح " جو اگلے تیسرے شعر میں ہے ۔ جب کہ دونوں کے درمیان بہت زیادہ فصل ہے ۔ ایسے ہی آپ ' الیک ' کو اسم فعل مان کر " ابعد " کے معنی میں لے لیں یعنی مجھ سے دور ہو اور میری ملامت

کرنے سے باز آ۔

اے میرے ملامت گر کہ در باب اسے عشق کے جو شتل محبت بنی عذرہ کے ثابت و مستحکم و غیر زوال پذیر ہے۔ یا دوبارہ ایسے عشق کے جس کا عذر ظاہر اور قابل قبول ہے۔ مجھکو ملامت کرتا ہے میری بے اختیاری پر لحاظ کرکے وہ عذر جو تیرے رو برو عرض کرتا ہوں، قبول فرما، یا مجھ سے دور ہو اور ایسے امر کی مجھکو تکلیف مالا یطاق نہ دے جس کے ترک کی مجھکو قدرت نہیں ہے۔ اور اگر تو انصاف کیش ہوتا تو سرے سے مجھکو ملامت نہ کرتا۔ مگر کیا کیجئے کہ مجھکو ظالم سے پالا پڑا ہے۔

التعليقات على السبع المعلقات (شرح سبعہ معلقہ)

علماء متقدمین و متاخرین کی ہمیشہ اس کتاب سے دلچسپی رہی ہے بنا بریں متقدمین میں ابو عبداللہ الحسین ابن احمد الزوزنی، عبدالرحیم الصفی پوری، شیخ عبدالاول الجونپوری، اور شیخ ابو الحسن نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔

لیکن ان شروحات کا انداز بیان مخصوص اور غالب محدود ہونے کی وجہ سے علماء دارالعلوم دیوبند کے لئے ہمیشہ باعث تشویش رہی۔ چنانچہ علماء متقدمین کی شروحات سے استفادہ کرتے ہوئے حالات حاضرہ کے لحاظ سے اضافی صورت کے ساتھ کوئی شرح لکھے جانے کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ مولانا ذوالفقار علی صاحب نے "التعليقات على السبع المعلقات" کے نام سے شرح لکھی۔ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

- حل لغات • محاورات کی اپنے مخصوص انداز بیان کے ذریعہ تحقیق • ترجمہ
- بزبان اردو تشریح • ایجاز و اطناب کے مابین انداز • اردو اور عربی دو زبانوں میں شرح گردانی جا سکتی ہے • حل لغات و تشریح محاورات میں علامہ ابو عبداللہ الحسینی الزوزنی پر تکیہ کیا ہے۔ اسباب تالیف کے ذیل میں شارح رقمطراز ہیں کہ:

جس چیز نے مجھے زمانۂ جاہلیت کے اشعار کی شرح کرنے پر آمادہ کیا۔ وہ صاحب کشاف اور بیضاوی کے سورۂ نحل کے ذیل میں درج وہ روایت ہے جو امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضؓ

سے مروی ہے کہ آپ نے منبر پر کھڑے ہوکر مجمع عام میں تقریر کے دوران باری تعالیٰ کا ارشاد "اذ یاخذہم علی تخوف" کی تلاوت فرما کر مجمع سے دریافت فرمایا کہ آیت کریمہ میں "تخوف" کا مطلب کیا ہے؟ تمام حضرات خاموش رہے۔ پھر قبیلۂ ہذیل کے ایک بوڑھے کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہماری لغت کا لفظ ہے۔ تخوف بمعنی "تنقص" (کم کرنا) پھر آپؓ نے فرمایا کہ کیا عرب اپنے اشعار میں اسے استعمال کرتے ہیں؟ تو بوڑھے نے کہا جی ہاں ہمارا ایک شاعر ابوکبیر اپنی اونٹنی کی تعریف اس طرح کرتا ہے!

تخوف الرحل منها تامکا قردا

کما تخوف عود النبعة السفن

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علیکم بدیوانکم لا تضلوا قالوا وما دیوانا؟ قال رضی اللہ عنہ شعر الجاهلية، فان فيه تفسير كتابكم و معانی کلامکم[1] کہ اگر آپ سبھی حضرات دیوان کو اپنے اوپر لازم کریں تو گمراہ نہیں ہو سکتے۔ مجمع نے دریافت کیا کہ ہمارا دیوان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا زمانۂ جاہلیت کے اشعار اس لئے کہ اس میں تمہاری کتاب (قرآن) کی تفسیر اور تمہارے کلام (قرآن) کے مفہوم ہیں"

مولانا ذوالفقار علی[2] نے معلقہ میں جو اسلوب بیان و طرز نگارش اپنایا ہے

هل غادر الشعراء من متردم

أم هل عرفت الدار بعد توهم

ترجمہ:- کیا شعراء سابقین نے پیوند کاری کے لئے کوئی جگہ چھوڑی ہے۔ یا تو نے محبوب کے گھر کو بہت شک و شبہ کے بعد پہچانا ہے۔

المتردم (ترجمہ شارح) کیا شعراء سابقین نے کوئی جگہ قابل اصلاح مرمت و پیوند کاری چھوڑی ہے۔ بلکہ نہیں چھوڑی ہے۔

---

(۱) مقدمة التعليقات على السبع المعلقات ص ۲

(۲) التعليقات على السبع المعلقات ص ۹۶۔

خلاصہ یہ کہ پہلے شاعر سب کچھ کہہ گئے۔ شعر گوئی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، کہ میں اس کو پورا کروں جیسا کہ روایات میں ہے۔ تو یہ ترجمہ ہوگا کہ !

"شعرا سابقین ہر قسم کا راگ گا گئے ہیں۔ اور میرے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ پھر اس کلام سے اعراض کر کے دوسری قسم کا کلام کرتا ہے کہ! بلکہ تو نے محبوبہ کے گھر کو بعد شک وشبہ کے پہچانا ہے۔

اس صورت میں یہ شعر دو لخت ہوگا جس کو عربی میں اقتصاب کہا جاتا ہے یعنی ایسے مضمون کی طرف انتقال کرنا جو اول کلام کے مناسب نہ ہو۔ اور شعراء جاہلیہ میں یہ طریقہ مروج تھا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ شعر یک لخت ہو!

یہ بایں طور کہ جب شعرا سابقین نے کوئی قسم مضمون کی متاخرین کے لئے نہیں چھوڑی تو اشتیاقِ شعر گوئی تجھ کو کیوں ہوا۔ پھر تأمل کر کے کہتا ہے کہ واقعی عذر مذکور مصرعۂ اوّل تو شعر گوئی کا باعث نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کا سببِ حقیقی یہ ہے کہ تو نے بعد غور کامل خانۂ محبوب کو اس کے نشاناتِ قدم دیکھ کر پہچانا ہے۔ اور اس سے آتشِ عشق بھڑکی ہے اور فرطِ اشتیاق کے باعث بے اختیار تیری طبیعت اپنی بھڑاس نکالنے کو شعر گوئی پر آمادہ ہوگئی ہے۔

مزید وضاحت کے لئے امرالقیس کے ایک شعر کے ذیل میں مولانا رحمہ اللہ کا اسلوب و انداز ملاحظہ ہو:

وبیضة خدر لا یرام خباءها
تمتعت من لهوبها غیر معجل(1)

یعنی "بہت سی عورتیں جنہوں نے پردوں کا اہتمام کیا!

عورتوں کو بیض سے تشبیہ دی ہے، عورتوں کو تین وجوہات سے بیض سے تشبیہ دیتے ہیں:
پہلی وجہ تو ہے کہ عورت ابکارت زائل ہونے سے پہلے صحیح وسالم ہوتی ہے۔

---

(۱) التعلیقات علی السبع المعلقات ص ۹ -

دوسری توجیہ حفاظت اور پردہ ہے۔ اس لئے کہ پرندہ بھی اپنے انڈے کی حفاظت کرتا ہے۔

تیسری توجیہہ یہ کہ عورت انڈے کے مانند صاف وشفاف ہوتی ہے، اس لئے کہ انڈا جب تک پرندے کے پیٹ کے نیچے ہوتا ہے نہایت پاکیزہ رنگ ہوتا ہے۔ کبھی عورت کو شتر مرغ کے انڈے سے تشبیہ دی جاتی ہے، اس لئے کہ عربوں اور رومیوں کے معاشرے میں عورتوں کے متعلق تمام رنگوں میں یہ رنگ سب سے عمدہ مانا گیا ہے۔

نیز شاعر کا قول "غیر" کو بحالت نصب پڑھا گیا ہے 'تمتعت' کی ضمیر "تا" حال مان کر اور بحالت جر پڑھا گیا ہے اللھوٰ کی صفت شارح کا ترجمہ!

اور بہت سی محبوبائیں، ملازم پردہ نشینی مثل بیضہ کے محفوظ اور صاف اور خون اقتصاص سے پاک ایسی ہیں کہ بہ سبب ان کی رفعت شان اور عزت کے ان کے خیمے کے پاس کوئی نہیں جاسکا مگر میں ان سے دیر تک ہنسی اور دلگی کرتا رہا۔

(باقی آئندہ)